



# دارالافتاء



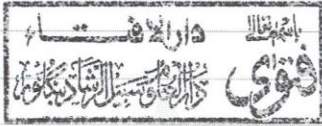
## دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلورہ

۱۶/۲۳

الاستفتاء

(۱) ہم چار بھائی اور تین بیٹیاں ہیں، بیٹوں، بیٹیوں کی شادی ہو گئی ہے اور ماں باپ الحمد للہ باحیات میں بہارے والی صاحبہ کا ایک گھر ہے، جس میں ہم چار بھائی رہتے ہیں والدین بھی ساتھ رہتے ہیں اب اگر پورے بیٹوں اور بیٹیوں کا حصہ دیا جائے تو بیٹوں کو کتنا حصہ ملے گا اور بیٹیوں کو کتنا۔ اور اگر ماں باپ گھر کا حصہ کسی کو نہیں دینا چاہ رہے ہیں تو کوئی پوری قیمت مسجد یا مدرسہ میں دینا چاہ رہے ہیں تو دے سکتے ہیں کیا؟ - (۲) ماں باپ صرف بیٹوں کو حصہ دے رہے ہیں، بیٹیوں کو نہیں۔ اگر چہ بیٹیاں معاف کر دیں تو کیا آخرت میں ماں باپ پکڑ کا ذریعہ نہیں گئے؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں مہربانی ہوگی۔ فقط حمد احتشام۔ بھنگر کالونی، آزاد پور روڈ، بھنگر کرناٹک۔

۱۶/۲۳



ہوالموافق للصواب۔ (۲۰۱) یہ شخص زندگی میں اپنی جائیداد اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کرنے کا شرعاً حق رکھتا ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کو مساوی حصہ دینا بہتر ہے، اگر چہ کبھی بیٹی کے ساتھ دینا بھی جائز ہے۔ اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی لڑکے یا لڑکی کو بلاوجہ ظلماً محروم نہ کیا جائے اور کسی کو تواہ مخواہ ترجیح نہ دی جائے۔ معقول وجہ ہو تو کسی وارث کو نہ دینا یا کم دینا بھی جائز ہوگا لیکن بلاوجہ کسی وارث کو محروم کرنا یا کسی کو کم دینا غلط ہے، پس صورتِ مشمولہ میں گھڑی پوری قیمت مجد یا مدرسہ کو بہ کر کے وارثوں کو محروم کرنا گناہ ہے، اس لئے والدین حسبِ ضرورت اپنے مصارف کے لئے جائیداد کا کچھ حصہ مختص کر لیں پھر بقیہ جائیداد کو ساری حصوں میں تقسیم کر کے اپنی اولاد (چار لڑکے تین لڑکیوں) میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیں یا گیارہ حصوں میں تقسیم کر کے چار لڑکوں میں سے ہر ایک کو دو حصے اور تین لڑکیوں میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیں، بچلی صورت افضل ہے، دوسری بھی جائز ہے۔ دینی الحائز لا باس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبة لا یخاف علی القلب وکذا فی العطا یا ان لم یفصد بہ الا ضرار وان فصدہ لیسوی یتیم لعلی البنت کالابن عند النبی وعلیہ الفتویٰ ولو وھب فی صحۃ کل المال للولد جاز واعم، الدرر تامل وعلیہ الفتویٰ ای علی قول ابی یوسف من ان التخصیف بین الذکر و الانثی افضل من التثلیث الذی هو قول محمد (رد المحتار ج ۶ ص ۶۹۶) ولو وھب رجل شیئاً لاولادہ فی الصحۃ و اراد تفضیل البعض علی البعض فی ذلك لارواہ لھذا فی الاصل عن الصحابنا وروی عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ان لا یأمن بہ الا کان التفضیل لزیادۃ فضل لہ فی الدین، وان کان اسوا بکبرہ وروی العلی عن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ ان لا یأمن بہ الا کان لقصیدہ الا ضرار وان فصدہ بہ الا ضرار سوی یتیم لعلی الابنۃ مثل ما لعلی الابن وعلیہ الفتویٰ ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان وھو المختار کذا فی الطھیریہ، رجل وھب فی صحۃ کل المال للولد جاز فی القضاء ویکون اثماً بما صنع کذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری ج ۲ ص ۳۹۱) وارتہ اعلم وعبہ صحیحہ رحمہم

۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ